



عَنْ سَهْلِ رَجِيْعِ اللَّهِ عَنْهُ قَالَ: أَهْوَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ: إِنَّهَا حَرَمٌ مِّنْ  
حَرَمَتْ كُلَّ بَنِ حَنِيفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَرِيْرَتِهِ فَرِيْمَا  
كَرِيْمُ اللَّهِ تَعَالَى لَهُ أَعْلَمُ بِأَنَّهُ مَارِكٌ مِّنْ مَدِيْنَةِ كِفَافٍ طَرْفَ اشَارَهُ  
فَرِيْمَا وَرِيْفَ الْمَدِيْنَةِ هُوَ اورَامَنَ کِيْ جَمَدَهُ۔ (صلی)

# کھاتا سب کچھ مریمہ... مریمہ

تمام جہانوں کیلئے رحمت

عمر عمریہ

وَعَالَمَ مُحَمَّدًا  
وَأَنْزَلَهُ الْمَقْدُودًا  
الْمَقْرِبَ بِعَذَابٍ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بِرَبِّ)

# یادِ مدینہ

الٰہی دکھا مدینہ بہار دے قرار مدینہ  
 کہ دل ہے بہت بے آنوار مدینہ  
 یہ دل ہواور آنوار کی بارشیں ہوں  
 یہ آنکھیں ہوں اور جلوہ زارِ مدینہ  
 ہوائے مدینہ ہو بالوں کا شانہ  
 ہو آنکھوں کا سُرمه غبارِ مدینہ  
 کبھی گردِ کعبہ کے ہوں میں تصدق  
 کبھی جا کے ہوں میں شاہِ مدینہ  
 کبھی لطفِ مکہ کا حاصل کروں میں  
 کبھی جا کے لوٹوں بہارِ مدینہ  
 رہے میرا مسکنِ حوالی کعبہ  
 بنے میرا مدنی دیارِ مدینہ  
 پہنچ کر نہ ہو لوٹنا پھر وہاں سے  
 وہیں رہ کے ہوں جاں سپارِ مدینہ  
 بصد عیش سوؤں میں تا صحیحِ محشر  
 جو ہو میرا مرقدِ کنارِ مدینہ  
 میں جاؤں وہاں نیکِ اعمال لے کر  
 کہ یارب نہ ہوں شرمسارِ مدینہ  
 الٰہی بصدِ شوق مجذوب پہنچے  
 یہ ناکام گارِ مدینہ  
 (خواجہ عزیز احسن مجذوب)



اللہ تعالیٰ کی ”رحمتوں“ کا مرکز ” مدینہ مدینہ“ ..... پیو قوف لوگ سکھاتے ہیں کہ ..... صبح اٹھتے ہی یہ معلوم کرو کہ ..... آج کا دن کیسا ہوگا ..... ” مدینہ مدینہ“ نے سکھایا کہ ..... صبح اٹھتے ہی کہو ..... یا اللہ! آج کے دن کی تمام ”خیریں“ عطا فرماء ..... اور آج کے دن کے تمام شرور سے بچا ..... ستارے خود مخلوق ..... وہ کسی کی قسمت کیا بنائیں گے؟ ..... ہاتھ کی لکیریں بھی سیدھی، بھی ٹیڑھی ..... زاپھے، عدد اور بُرُج ..... کسی کے قبضے میں ہماری قسمت نہیں ..... پتھر، انگوٹھیاں اور ہیرے ..... سب مٹی کے مختلف رنگ ..... ان سب کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ..... وہی ہر خیر اور ہر شر کو لانے اور ہٹانے والا ..... ” مدینہ مدینہ“ نے اپنے ماننے والوں کو ..... نہ وہم میں الجھایا ..... نہ شک میں گرایا ..... بلکہ سیدھا سیدھا اللہ تعالیٰ سے ملایا ..... اور ایسے ایسے راز بتائے کہ دنیا بھی سنور جائے ..... اور آخرت بھی بن جائے ..... رات کو ایک حدیث شریف کی شرح دیکھ رہا تھا ..... دل جھوم اٹھا ..... حدیث قدسی ہے ..... یعنی حدیث میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ..... روایت ابو داؤد کی ہے ..... راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں ..... حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**يقول الله أنا ثالث الشريفين ما لم يحن أحدهما صاحبه، فإذا خان أحد هما صاحبه**

**خرجت من بينهما**

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میں دو شریکوں میں تیسرا ہوتا ہوں، جب تک کہ ان میں سے ایک دوسرے کے ساتھ خیانت نہ کرے ..... پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کرے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔

سبحان اللہ ..... تجارت کا ایسا اصول اور راز سمجھا دیا کہ ..... جس میں نفع ہی نفع ..... فائدہ ہی فائدہ ..... اور

کامیابی ہی کامیابی ہے..... فرمایا کہ دو مسلمان کسی تجارت یا کام میں آپس میں شراکت کرتے ہیں تو..... میں ”اللہ تعالیٰ“..... اُن کے ساتھ ہو جاتا ہوں..... حفاظت کے لئے..... برکت کے لئے..... کامیابی کے لئے، ترقی کے لئے..... اور رہنمائی کے لئے..... ایک اور روایت میں فرمایا:

یدا لله علی الشريکين مالم يتخاونا

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ دو شریکوں پر ہوتا ہے..... جب تک کہ وہ آپس میں خیانت نہ کریں..... جب کسی تجارت، کسی سودے، کسی کام میں..... اللہ تعالیٰ خود شریک ہوں تو اس میں بھلانقصان ہو سکتا ہے؟ واضح ارشاد فرمایا کہ:

انا ثالث الشريکين

دو شریکوں کے ساتھ تیسرا میں ہوتا ہوں..... اور میں اُس وقت تک اُن کے ساتھ رہتا ہوں..... جب تک کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہ رہتے ہیں..... اور ایک دوسرے کو دھوکا نہیں دیتے..... ایک دوسرے سے بدگمان نہیں ہوتے..... ایک دوسرے سے خیانت نہیں کرتے..... یعنی دو افراد کے دل جڑے تو..... اُن کو اللہ تعالیٰ مل گیا..... اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کا جوڑ اتنا محظوظ ہے..... لیکن جیسے ہی اُن کے دلوں میں..... ایک دوسرے کے لئے خیانت آئی..... دھوکا آیا تو..... اللہ تعالیٰ نے اُن کو اکیلا چھوڑ دیا..... اب نہ حفاظت، نہ برکت، نہ رہنمائی..... اور نہ کامیابی..... ایک روایت میں ہے کہ..... اب شیطان اُن کا تیسرا بن گیا..... یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن کو چھوڑ دیا..... اور شیطان اُن کا ساتھی بن گیا..... اور شیطان بدترین گھلادشمن

ہے

حضرات صحابہ کرام نے اس حدیث شریف اور مدینہ مدینہ کے اس راز کو دل میں بٹھایا..... وہ شراکت فرماتے اور اپنے دل کی اچھی نیت..... اور اپنے شریک کے ساتھ خیر خواہی کے جذبے کی بدولت..... اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ پالیتے..... تب حالت یہ تھی کہ پورے پورے شہر میں زکوٰۃ لینے والا..... کوئی ایک فرد نہیں ملتا تھا..... سبحان اللہ وبحمده سبحان اللہ العظیم

حضرات صحابہ کرام..... بے شک اس لائق تھے کہ..... اُن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے محظوظ آخري نبی ﷺ کی صحبت کے لئے منتخب فرمایا..... وہ جو سنت تھے دل کے کانوں سے سنتے تھے..... اور پھر اس پر ایسا عمل کرتے کہ..... پہاڑ بھی اُن کی استقامت کے سامنے جھک جاتے..... سیدنا حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے..... حضرت آقا ﷺ کا فرمان سنाकہ..... جو سوال سے پچنا چاہے..... یعنی پکا عزم کرے کہ میں کسی

سے نہیں مانگوں گا تو اللہ تعالیٰ اُسے سوال سے بچا دے گا..... اور جو لوگوں سے ”مستغنى“ ہونا چاہے یعنی پکا عزم کرے کہ..... میں کسی پر بوجھ نہیں بنوں گا..... کسی کی امداد پر نظر نہیں رکھوں گا تو..... اللہ تعالیٰ اُسے مستغنى فرمادیتے ہیں.....

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ..... مہاجر بن کر ” مدینہ مدینہ“ تشریف لائے ..... ظاہربات ہے ..... بالکل خالی ہاتھ تھے ..... حضور اقدس ﷺ نے اُن کا بھائی چارہ ..... حضرت سعد بن ریج رضی اللہ عنہ سے کرا دیا ..... حضرت سعد رضی اللہ عنہ مالی طور پر خوشحال تھے ..... بہت خوشی خوشی اپنے بھائی کو ..... گھر لائے ..... فرمایا کہ آدھا مال آپ کا اور آپ کے نکاح کا بھی انتظام ہے ..... حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا ..... اللہ تعالیٰ آپ کے مال اور اہل میں برکت عطا فرمائے ..... مجھے آپ بازار کا راستہ بتا دیں ..... بازار گئے اور پہلے دن ہی ..... کچھ پیر کچھ کھی کمالاۓ ..... استغنا و والے مدنی راز کی برکت کہ ..... کچھ ہی عرصہ میں ..... مدینہ منورہ کے بڑے تاجربن گئے .....

آج بہت سے لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ..... کاش ہم حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں ہوتے ..... حالانکہ ہماری حالت ہرگز ایسی نہیں ہے کہ ..... ہم اس طرح کی بلند تمنا کر سکیں ..... ہم تو ایسے نفس کے مارے ہوئے لوگ ہیں کہ ..... اللہ تعالیٰ ہی ہم پر حرم فرمائیں ..... ایک صاحب بہت پریشان حال تھے ..... بتارہے تھے کہ میں نے ایک پیر صاحب سے بیعت کی ..... پھر مالی تنگی آئی تو انہیں سے قرضہ لے لیا ..... اب قرضوں اور پریشانیوں میں گھر چکا ہوں ..... اور شرم کی وجہ سے اُن کے پاس بھی نہیں جا سکتا ..... یعنی جس ”شیخ“ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا کہ ..... نفس کی اصلاح ہو ..... اُسی کو اپنے نفس کے تقاضے پورے کرنے کا ذریعہ بنادیا ..... کئی لوگ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ..... میرے شیخ مجھ سے کھڑے ہو کر ملتے ہیں ..... میرے استاذ مجھ سے کھڑے ہو کر ملتے ہیں ..... حالانکہ بہت شرم کی بات ہے ..... شیخ اور استاذ کے سامنے جاتے وقت بھی نفس کا تکبر ساتھ ہے تو پھر ..... روشنی کہاں سے ملے گی؟ ..... ” مدینہ مدینہ“ نے آداب واضح فرمادیتے ..... پھر جنہوں نے ان آداب کو اپنایا وہ آسمانوں سے بھی بلند ہو گئے ..... تصوف کی کتابوں میں ..... آپ نے دیکھا ہو گا کہ ..... بڑے بڑے مشائخ لکھتے ہیں ..... ہم اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے ..... زمین بوی کا شرف پایا ..... دل میں یہ تمنا ہونا کہ ..... میرا شیخ میرے لیے کھڑا ہو ..... یہ تو بہت ناممکن بات تھی ..... وہ حضرات تو ..... شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے جس قدر جھکنے کی اجازت ہے ..... خود کو اور دل کو جھکاتے ..... تب اللہ تعالیٰ زمین کے

بادشاہوں کو.....ان کے قدموں میں گردیتے.....

یہ ” مدینہ مدینہ“ کا کمال ہے کہ ..... وہ یہ سارے راز سمجھاتا ہے کہ ..... کہاں ادب کرنا ہے ..... اور کہاں ادب کرنا ہے ..... کہاں کچھ دینا ہے ..... اور کہاں سے کچھ لینا ہے ..... حضرات صحابہ کرام ..... ان آداب میں پکے تھے ..... جبکہ ہماری حالت یہ ہے کہ ..... کوئی تاجر ..... یہ معلوم کرنے کی زحمت نہیں کرتا کہ ..... مدینہ مدینہ نے کامیاب تجارت کے کیا راز ..... اور کیا آداب سکھائے ہیں ..... ہم نے آج جو ” حدیث قدسی شریف“، بیان کی ہے .....

### انا ثالث الشریکین

کہ اللہ تعالیٰ دو شریکوں میں ..... تیسرے ہوتے ہیں ..... اس حدیث شریف پر عمل کی برکات کے بے شمار قصے ہیں ..... اور یہ حدیث شریف صرف تجارت کے لئے نہیں ہے ..... کسی بھی اچھے معاملے میں ..... جب دو مسلمان باہم شریک بنتے ہیں تو ..... اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت ان کو نصیب ہوتی ہے ..... مثلاً گھر چلانے کے معاملات میں ..... اور اولاد کی تربیت میں ..... میاں بیوی کی شراکت ..... اگر ان دونوں کے دل جڑے ہوئے ہوں ..... ایک دوسرے کو دھوکا نہ دیتے ہوں تو ..... ان کو اللہ تعالیٰ کی ایسی معیت اور نصرت ملتی ہے کہ ..... گھر خیر و برکت سے بھر جاتا ہے اور اولاد کی تعلیم و تربیت بھی مثالی ہوتی ہے ..... لیکن جب یہ ایک دوسرے کو دھوکا دیں تو گھر اجڑ جاتا ہے ..... بھی معاملہ دو بھائیوں کا ہے جو کسی کام میں شریک ہوں ..... بھی معاملہ دو بہنوں کا ہے جو کسی کام میں شریک ہوں ..... اور تجارت میں تو یہ اصول ..... آج کل کے الفاظ میں ” گیم چینجر“، کا کردار ادا کرتا ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے ..... غریب و فقیر افراد ..... اس اصول کو اپنا کرنی ہو جاتے ہیں ..... کسی زمانے ایک مسجد میں درس اور جمعہ کے بیان کی توفیق ملتی تھی ..... وہاں تاجر حضرات زیادہ تھے تو ..... اس حدیث شریف کا خوب بیان ہوتا تھا ..... کئی افراد نے اس حدیث پر عمل کرنے کے لئے اپنی بیوی کو تجارت میں اپنا شریک بنالیا ..... اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کی تجارت کامیاب ہو گئی ..... مگر یہ ان میاں بیوی میں ہوتا ہے جو آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں ..... خاوند نے بیوی سے اُس کا کچھ مال لیا ..... اور اُسے تجارت میں اپنا شریک بنالیا ..... یہاں ان دو شریکوں میں ..... اکثر خیر خواہی ہوتی ہے ..... اور ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ ..... دوسرے کو زیادہ نفع ہو ..... جب یہ حالت آئی تو اللہ تعالیٰ ساتھ ہو گئے ..... اللہ تعالیٰ ساتھ ہو گئے تو پھر کامیابی میں کیا شک؟ ..... بعض تاجر حضرات نے بتایا کہ کام میں نقصان جا رہا ہے تو ان کو بھی بھی

مشورہ دیا کہ..... کسی کو اپنے ساتھ شریک کر لیں .....

کوئی بھی فرد ..... جو آپ سے اللہ کے لیے محبت رکھتا ہو..... اور آپ اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھتے ہوں ..... اور اس کا مال حلال بھی ہو..... اور دونوں ایک دوسرے کے لئے خیر اور امانت کا جذبہ رکھتے ہوں تو..... پھر کاروبار کا نقصان چند دن میں ختم ہو جاتا ہے ..... اسی طرح اگر کاروبار کے نفع میں ..... اللہ تعالیٰ کا حصہ مقرر رکھا جائے کہ ..... میں اتنا نفع ضرور ..... اللہ تعالیٰ کے راستے میں دوں گا ..... اور پھر دل کی خوشی سے یہ حصہ نکالا جائے تو ..... اس سے بھی کاروبار میں بہت کامیابی ملتی ہے ..... یہ راز بھی ” مدینہ مدینہ ” نے سکھایا ہے ..... اس کی تفصیل پھر بھی ان شاء اللہ .....

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ..... تجارت کے لئے چلنے والوں کا تذکرہ ..... جہاد و قتال میں چلنے والوں کے ساتھ فرمایا ہے ..... حضرات صحابہ کرام نے اپنی زندگی میں ..... جہاد اور تجارت کو جمع فرمایا ..... انہوں نے اپنی تجارت سے ..... جہاد کو بے حد فائدہ پہنچایا ..... اور بھی بھی تجارت کو ..... جہاد میں نکلنے کے لئے رکاوٹ نہیں بننے دیا ..... اور حضرت آقامدنی ﷺ نے بہت تفصیل سے ..... تجارت اور اس میں کامیابی کے راز اپنی امت کو سکھائے ..... اسی نکتے کی طرف توجہ دلانے کے لیے ..... یہ چند باتیں عرض کی ہیں ..... آج ” تجارت ” شریعت سے بہت دور ہوتی جا رہی ہے ..... آج ” تجارت ”، جہاد فی سبیل اللہ کو نفع نہیں پہنچا رہی ..... بلکہ ..... جو ” اہل جہاد ”، ” اہل تبلیغ ”، ” تجارت ” میں جاتے ہیں ..... وہ بھی خلاف شرع تجارت میں مبتلا ہو کر ..... خود بھی جہاد اور تبلیغ سے محروم ہو جاتے ہیں ..... الٹا اپنے ظاہری حلیے اور نسبت کی وجہ سے ..... دین کے ان کاموں کو بھی بدنام کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں ..... آج مسلمانوں کو ..... یورپ کی سودی تجارت تو سکھائی جا رہی ہے جبکہ ..... مدینہ مدینہ کی پاکیزہ تجارت کا اُن کو علم نہیں ہے ..... اللہ کرے ” مدینہ مدینہ ” کی برکت سے کچھ توجہ اس طرف بھی ہو جائے ..... مجلس کا اختتام ” مدینہ مدینہ ” کی سکھائی ہوئی تجارت کے دو واقعات پر کرتے ہیں .....

(۱) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ..... بہت ماہر تاجر تھے ..... لوگ اُن سے تجارت کے معاملات میں مشورہ لیا کرتے تھے ..... حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ..... میرے والد محترم (حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ) شہید ہو گئے اور اُن پر بہت زیادہ قرضہ تھا ..... میں مشورہ کے لئے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے ملنے گیا (تاکہ اپنے والد کی جائیداد اور قرضہ کے امور میں اُن سے مشورہ کر سکوں) معلوم ہوا کہ آپ بازار گئے ہوئے ہیں ..... میں بازار میں آیا تو دیکھا کہ وہ ایک اونٹ لے کر بازار میں گھوم رہے ہیں تاکہ

اس اونٹ کو فروخت کریں..... میں نے سلام کے بعد اپنا مسئلہ بتایا تو کہنے لگے تم میرے ساتھ رہو..... میں یہ اونٹ بیچ لوں تو پھر گھر چل کر بات کرتے ہیں..... اب وہ مجھے بھی اپنے ساتھ گھماتے رہے..... گرمی اس قدر تھی کہ مجھے سورج سے بچنے کے لئے اپنی چادر کی آڑ لینی پڑ رہی تھی..... کافی گھونٹے کے بعد ایک آدمی نے ان سے وہ اونٹ خرید لیا مگر اس میں ان کو صرف ایک درہم کا نفع ملا..... یہ صورت حال دیکھ کر مجھ سے رہانہ گیا اور میں نے کہہ دیا کہ آپ نے صرف ایک درہم کے لئے خود کو اور مجھے اتنی سخت گرمی میں سارا دن تھکایا..... انہوں نے بات سن لی مگر جواب نہ دیا اور مجھے ساتھ لے کر واپس لوئی..... راستے میں وہ ایک ٹوٹی ہوئی آبادی کی طرف مڑ گئے..... وہاں ایک کمزور بوڑھی عورت سے ملے اور اسے وہ ایک درہم جو آج کمایا تھا دے دیا..... پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں نے اس بڑھیا کی حالت دیکھی تو عزم کر لیا کہ..... آج جتنا بھی نفع ہو گا سارا اس کو دوں گا..... اب اتفاق ہے کہ آج نفع کم ہوا اگر بہت زیادہ ہوتا تو وہ بھی سارا میں اُس کو دے دیتا.....

(۲) حضرت عروہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک بار منڈی لگی آپ ﷺ نے مجھے ایک دینار دیا اور ارشاد فرمایا: اے گروہ منڈی میں جاؤ اور ہمارے لیے ایک بکری خرید لاو..... میں منڈی میں گیا وہاں بھاؤ تاؤ کر کے ایک دینار کی دو بکریاں خرید لایا..... راستے میں مجھے ایک آدمی ملا وہ میرے ساتھ بھاؤ تاؤ کرنے لگا میں نے سودا کر لیا اور ایک بکری اس کو ایک دینار میں بیچ دی..... اب ایک بکری اور ایک دینار لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا..... یا رسول اللہ! یہ رہا آپ کا دینار اور یہ رہی آپ کی بکری..... آپ ﷺ نے تفصیل پوچھی تو میں نے پوری بات عرض کر دی..... تب آپ ﷺ نے مجھے دعا دی:

یا اللہ! اس کے ہاتھ کے سودے میں برکت عطا فرمادیجھے.....

حضرت گروہ فرماتے ہیں کہ (اس دعا کی برکت ایسی لگی کہ) آج میں کوفہ کے بازار میں کھڑے کھڑے تھوڑی دیر میں چالیس ہزار نفع کمایتا ہوں..... (مند احمد)

سکھاتا ہے سب کچھ..... مدینہ مدینہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسِلِّمْ تَسْلِيمًا كثیراً كثیراً

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ

اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان کہ اُس نے ہمیں ایک بار پھر دکھایا کہ اسلامی معاشرے کو لبرل ازم، مداہنست، عدم تشدد، برداشت اور بے جمیتی کے جتنے بھی رنگ چڑھانے جائیں جو نہی غیرت، محبت اور عزیمت کا کوئی ستارہ چمکتا ہے یہ امت اُسے فوراً سرا آنکھوں پر بٹھا لیتی ہے اور وہ پلک جھپکتے اکثریت کا ہیر و بن جاتا ہے۔ پھر نہ کوئی اس کی ذات اور قومیت پوچھتا ہے، نہ اس کی مسلکی وابستگی زیر بحث آتی ہے، نہ اس کے سیاسی رُجحانات کی تفتیش کی جاتی ہے اور نہ اس کے ظاہری حلیے اور شباہت پر کوئی غور کرتا ہے۔ دیکھئے! ایک کھلنڈ راسانو جوان چند لمحوں کی غیرت و عزیمت کے سبب اس قدر معتبر ٹھہرا کہ وقت کے شیخ الاسلام اور فقیہ زمانہ اس پر اپنا بڑھا پافدا کرتے دکھائی دے رہے ہیں اور اس کی رفاقت کی تمنا کا اظہار فرمائے ہیں۔

بے شک اسلام غیرت، حمیت اور قربانی والا دین ہے، بے شک جہاد اس کی سب سے بلند چوٹی ہے،

# عمر عرب



بے شک کفار سے سختی اس دین کا عظیم شعار ہے الہذا جو بھی انہیں اختیار کرتا ہے وہ اس دینی رشته میں سب سے معزز گردانا جاتا ہے اور سب سے محترم مانا جاتا ہے۔

عمر دھاہبہ نے ایک حدِ فاصل کھینچ دی اور اس فرق کو مزید واضح کر دیا۔

ایک طرف یہ سوچ ہے کہ ہر وقت ”کُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ“، وِرِدِ زبان رہے۔ وقت مصلحتیں ذاتی مجبوریاں، قانونی قدغینیں، آئینی جکڑ بندیاں، زمین، نوکری، تحفظ اور کفار کے ہاں مقبولیت بس یہ

باتیں مطمع نظر ہوں۔ ہر حکم میں رعایت اور رخصت کی تلاش ہو۔ نفس کی خاطر حدد اللہ اور نصوص شریعت میں تاویلات ہوں۔ مکالمہ ہوا اور وہ بھی کفار کے مقرر کردہ اصولوں پر نہ کہ اسلام کے تعلیم فرمودہ منیج مجاہدہ پر۔ بعض فی اللہ کا جذبہ اور اس کا اظہار تو کیا اس کا نام تک نہ لیا جائے، ہر معاملے میں برداشت اور مد اہانت کی دعوت ہو۔ کفار کے ان بد بودار اور گندے شنیع افعال کو روکنے کے لئے انہی کے قانون کا سہارا لیا جائے۔ ان سے درخواست کی جائے کہ وہ رضا کارانہ طور پر اسلام، رسول اللہ ﷺ اور قرآن مجید سے اپنی عداوت ترک کر دیں۔ ان کے وہ آئین جوان سارے افعال بد کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے ہیں، انہی سے اس مسئلے کا حل چاہا جائے، عزت اور غیرت کی ہربات پر جذبات اور ناعاقبت اندیشی کی بھیپتی گئی جائے۔ مسلمان کے اندر سے ردِ عمل کا ہر جذبہ اس طرح کھرچ کھرچ کر ختم کر دیا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس، قرآن مجید، شعائر اللہ اور امت مسلمہ کے افراد کے حق میں ادنی سے اشتعال کا بھی شکار نہ ہو۔ اس مقصد کی خاطر اسلام کے منسون شدہ احکام سے دلیل لینے کی غیر اصولی روش کو اپنایا جائے اور امت مسلمہ کے ہر طبقے کے ذہن میں بس انہی نصوص کو گھسانے کی ہر کوشش ہو۔

آج سے چند سال قبل ناموسِ رسالت ماب ﷺ کو ایک منظم اور مربوط طریقے سے نشانہ بنانے کے واقعات کا تسلسل، اس کے بعد قرآن مجید کو گستاخی اور بے حرمتی کا نشانہ بنانے کی ہم اور ساتھ ساتھ امت مسلمہ کے جسد کے کسی عضو پر قتل عام اور عزتوں کی پامالی کا سلسلہ، جب جب بھی اس طرح کے واقعات ہوئے یہ طبقہ فور اسر گرم ہوا اور حس قدر محنت اور کوشش کفار نے ان ناپاک عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے پر صرف کی اس سے دو چند محنت اس طبقے نے اسلام کی حفاظت کے گمان سے اس بات پر صرف کرڈاں کہ کوئی مسلمان ان کے ردِ عمل میں کوئی غیرت کا قدم نہ اٹھا لے اور کفار کو تکلیف پہنچا کر کفار کے زیر سایہ آمن و آمان اور عیش و آرام کے مزے لوٹنے ان اسلام کے نام نہاد خیر خواہوں کا عیش مکدر نہ کر دے۔ اور انہیں کفار کی زبانی کوئی طعنہ اور طنز نہ سننا پڑ جائے۔ یہ کسی ردِ عمل کا شکار نہ ہو جائیں۔ ان کے معاش پر کوئی بڑا آثر نہ پڑ جائے اور ان کے بزم خویش بڑے بڑے کاموں میں کوئی خلل اور رخنہ واقع ہو جائے۔

دوسری طرف وہ چند مسلمان رہے جنہوں نے ہر اس موقع پر وہ طرزِ عمل اپنایا جو اسلام کا طغراۓ امتیاز ہے۔ انہوں نے اللہ و رسول ﷺ کی ناموس کو اپنی جانوں سے اولیٰ جانا جیسا کہ قرآن نے انہیں حکم

دیا۔ انہوں نے اپنی بے سروسامانی، اپنی عددی قلت، اپنی ظاہری کمزوری کو خاطر میں نہ لایا جیسا کہ انہیں اسلام نے اپنی روشن تاریخ سے سکھایا ہے۔ انہوں نے کمزور ابادیوں کی طرح اپنی ناتواں چونچوں میں چھوٹے چھوٹے میسر کنکر اٹھائے اور اصحابِ فیل پر بُرسا دیئے جیسا کہ انہیں صحابہ کرام کی معیارِ حق جماعت نے سبق دیا ہے۔ انہوں نے کفار کے بنائے دستور اور آئین کا کمزور اور بے اثر سہارا پکڑنے کی بجائے جہاد کی ”جبل اللہ المتین“، کو تھاماً اور گستاخوں سے باز آنے کی درخواست کرنے کی بجائے انہیں جان کے خوف میں بنتلا کیا اور سختِ رِیمل کا نمونہ دکھادیا۔

نتیجہ کیا انکلا؟.....

(۱) پہلے طبقے نے سالہا سال کی محنت سے جو اثر قلوب و آذہاں پر قائم کیا تھا وہ آنا فاناً تاریخِ عکبوتوں کی طرح اڑ گیا اور دوسرے طبقے نے ایک قبولی عام حاصل کر لیا۔ چارلی پیڈ و پرموت بن کرٹوٹ پڑنے والے کو اشی برادران سے عمر دھاپہ تک ایک ہی داستان ہے۔ چند گولیوں کی گھن گرج، ایک چھوٹے سے دھماکے کی گونج اور دو چار لاٹوں گھونسوں کی خفیہ سی آہٹ نے پورے فلسفے کا تاریخ پود بکھیر کر رکھ دیا۔ بڑی بڑی ضخیم تحقیقی کتابیں، تلمیسات سے پُر مقالات اور فیس بک ٹوستر پر چھائے تشكیک کے گھرے بادل ان جہادی آندھیوں میں ایسے بہہ گئے کہ ان کا نام و نشان بھی کہیں باقی نہ رہا اور ہر طرف اہلِ عزیمت کے نعرے گونجے، ان کا نام بلند ہوا، ان کا بول بالا ہوا اور انہیں ایسی عزت اور پذیرائی ملی جس کا عشر عشیر بھی ان ناصحین کو کبھی نصیب نہ ہو سکا۔

(۲) بڑے بڑے مظاہروں، اوپنجی اونچی عدالتوں میں دائر کئے ہوئے کیس، ایوانوں میں پیش کئے جانے والے میمورنڈم اور عالمی فورمز پر کی گئی گونج دار تقریروں سے ان نتائج کا عشر عشیر بھی برآمد نہ ہو سکا جو اہل ایمان کی چھوٹی چھوٹی کارروائیوں اور ابادیوں کی انفرادی کاوشوں سے برآمد ہوا۔

یہ بات مغض لفاظی نہیں۔ آپ تھوڑا سا اپنے ذہن پر زور دیجئے۔ گستاخانہ خاکوں کی مهم کس زور دار انداز میں چل رہی تھی اور یورپ کا ہر ملک اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ ڈال رہا تھا۔ ہر طرح کے مظاہروں اور یادداشتوں کے باوجود سلسلہ رکنے کی بجائے روزانہ کی بنیاد پر زور پکڑ رہا تھا کہ چند نوجوانوں نے کفر کے قلب پر ایک وار کیا۔ کہنے کو تو اس حملے کے بعد ساری دنیا کے کافر حکمرانوں نے مل کر یہ اعلان کیا کہ ”ہم

سب چارلی ہیں، لیکن جواب میں ایک نحیف اور کمزور سی آواز ہی اٹھی کہ پھر ہم سب بھی کو اشی ہیں، جس طرح بھی ہو سکا اور جہاں بھی ہو سکا چارلیوں کو نشانِ عبرت بناتے رہیں گے۔ کیا اس کے بعد یہ مہم اس منظم انداز میں پھر رونما ہو سکی؟ یہی معاملہ قرآن مجید کی بے حرمتی والی منظم مہم کے ساتھ ہوا اور اس کے رد عمل میں افغانستان میں علائیہ طور پر چند کارروائیاں عمل میں آئیں، چند مغربی ممالک کے فوجی قافلے ان کا نشانہ بننے اور مہم دام توڑ گئی اور کئی ممالک میں باقاعدہ ان دونوں جرائم کی روک تھام کے قوانین بھی بن گئے۔

اس کے بعد ان مہمات کے پس پر دہ طاقتو رہا تھوں نے اکادمی کا واقعات کے ذریعے جب بھی امتِ مسلمہ کا اس حوالے سے ایمانی درجہ حرارت چیک کرنے کی کوشش کی ان پر یہی آشکار ہوا کہ شیرجاگ رہے ہیں۔

narوے کے حالیہ واقعہ پر عمر دھاہبہ نامی نوجوان نے جب اسی طرزِ عمل کو ڈھرا یا اور دیکھتے دیکھتے وہ امتِ مسلمہ کی آنکھوں کا تارا بن گیا تو اسلام کے نام نہاد وکیلوں کا یہ طبقہ پھر سرگرم ہوا اور نوحہ و بین کرتی ایک تحریر ہر طرف گردش کرنے لگی جس میں یورپی معاشرے کی مدح سرائی اور قصیدہ خوانی کے بعد یہی پیغام تھا کہ ایسا ر عمل مفید کی بجائے نقصان دہ ثابت ہو گا اور قرآن مجید کی گستاخی روکنے کے لئے narوے کے آئین میں مجوزہ ترمیم کا کیس کمزور ہو گا اور گستاخوں کا مقصد پورا ہو جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ اس طبقے کے ہر فرد نے صحیفہ آسمانی کی طرح اس تحریر کی ہر طرف تبلیغ شروع کر دی تاکہ ان مسلمانوں کے جذبات پر اوس ڈالی جائے جو اس وقت بیک زبان ”عمر“ کے ساتھ کھڑے نظر آرہے تھے۔ ایک فورم پر اس تحریر پر گرامگرم بحث میں بندہ نے عرض کیا کہ ”عمر“ کا عمل ہی اس فعل کا صحیح ترین جواب ہے اور اگر اب کوئی قانون سازی ہوئی بھی تو اس کی بنیاد عمر کے گھونسے اور لاتیں ہوں گی نہ کہ آپ کا درج کرایا ہو امقدمہ۔

اس پر یورپ میں مقیم ایک صاحب نے جو بفتی سے نام کے ساتھ مولانا کا لاحقہ بھی رکھے تھے بندہ کو سخت سست سنائیں اور بات اس پر ختم کی کہ آپ جیسے لوگوں کے ہوتے ہوئے عقل کی کوئی بات فروع نہیں پاسکتی اور امت کا کوئی مسئلہ خوش اُسلوبی اور امن سے حل نہیں ہو سکتا۔ ان کے لمحے میں چونکہ ہمارے پیارے مجاهد ”عمر“ کے لئے بھی سخت الفاظ تھے اس لئے جواب میں اتنا عرض کر کے اس مجلس سے کنارکشی

اختیار کر لی:

”اللہ کا شکر ہے جس نے ذلت پستی اور غلامی پر قانع گدھوں کے ساتھ عزت غیرت اور وقار کے ساتھ جینے والے گھوڑے بھی پیدا فرمائے ہیں۔ جب تک گھوڑا دنیا میں موجود ہے گدھا معزز جانور کا مقام نہیں پاسکتا۔“.....

الحمد للہ مجاهد ”عمر“ نے باعزت رہائی پائی اور قانون بھی بنا جس میں صراحت کے ساتھ لکھا گیا کہ ایسے افعال پر چونکہ خونیِ رُدِّ عمل کا اندیشه ہے اس لئے انہیں ہر جگہ پر بزوہ روکنالازمی ہے۔“

تحریر لکھنے اور ایک مجاهد پر طعن و تشنیع کے نشتر چلانے والے وہ بے شرم صاحب پتا نہیں اب زندہ ہیں یا شرم سے ڈوب کر مر چکے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت اقدس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ناروے کے واقعہ پر شدید غم و غصے کا اظہار کیا اور اس نوجوان کو خراج تحسین کے چند کلمات لکھ دیئے جس پر انہیں بھی نشانہ بنایا گیا اور وہ تحریر انہیں بھی بھیج کر اس پر غور کرنے کی دعوت دی گئی۔ حضرت نے اس پر جو ایمانی تبصرہ کیا وہ ہر مسلمان کے دل کی آواز ہے۔ اس تحریر کو تبرکات کے زریں الفاظ پر ختم کر رہا ہوں تاکہ ہر اہل دل مسلمان انہیں حرزاً جان بنائے اور یہ ایمانی جذبہ اپنے اندر پیدا کرے اور ان لوگوں کے لئے یہ الفاظ تازیانہ عبرت سے کم نہیں جن کی سوچ چند الفاظ اور اصطلاحات تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔

”شکریہ مگر مسلمان اس ”با شعور معاشرے“ کی کب تک خوشامد کرتے رہیں گے، صرف اس لئے کہ ان کی ملازمت یا کاروبار اس ”با شعور معاشرے“ سے وابستہ ہے۔ تحمل بردباری اور حکمت اچھی صفات ہیں بشرطیکہ وہ مداحنت تک نہ پہنچیں نیز دنیا کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ دو چیزیں ایسی ہیں جنکی حرمت کے بارے میں ہر مسلمان کا جذبائی ہونا لازم ہے ایک قرآن کریم اور ایک رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان پر اپنی رحمتوں کا سایہ فرمائے جس نے دنیا کو یہ بتا کر فرضِ کفایہ ادا کیا۔ کاش اس کے ساتھ میں بھی ہوتا اور اپنا بڑھا پا اس نوجوان پر قربان کر دیتا۔“

○.....○.....○

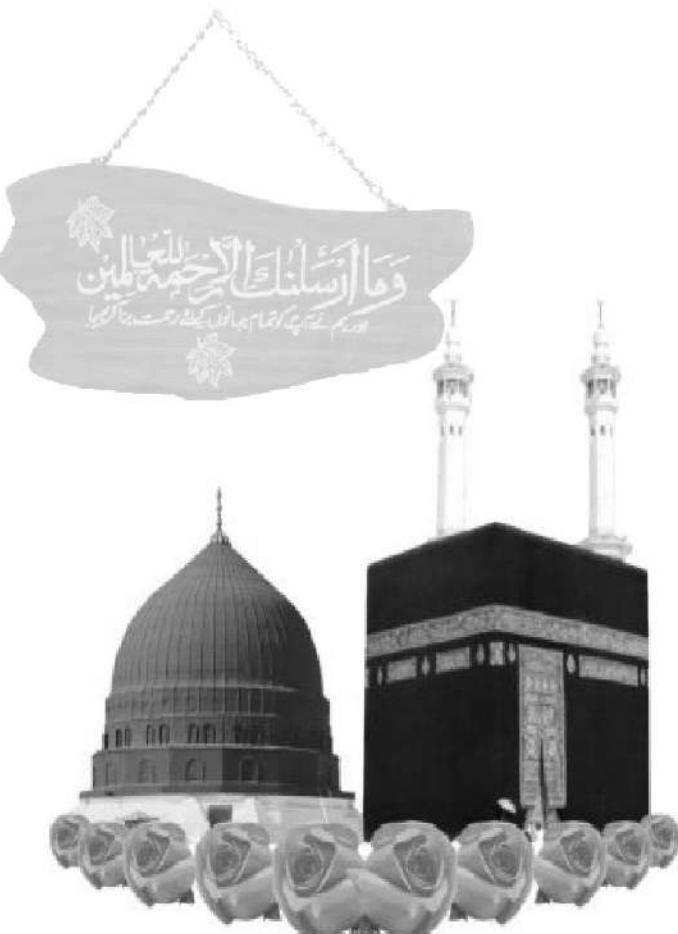
# رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسانوں ہی کیلئے رحمت بنا کر نہیں سمجھے گئے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کیلئے سراپا رحمت تھے، اسی لیے تعلیمات نبوی میں انسانوں کے حقوق کے ساتھ ساتھ حیوانات کے حقوق بھی بتائے اور سکھائے گئے ہیں۔ آئیں اس کی چند مثالیں حدیث پاک کی مستند کتابوں سے پڑھتے ہیں:

رسول اللہ صحابہ کرامؐ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ مسلمانوں نے ایک مقام پر پڑا و کیا۔ آپ ﷺ قضاۓ حاجت کے لیے گئے۔ چند صحابہؓ ایک جھنڈ میں داخل ہوئے۔ انہیں ایک چڑیا نظر آئی جس کے ساتھ دو بچے بھی تھے۔ انہوں نے وہ دونوں بچے اٹھایے۔ چڑیا اُن کے سروں پر اڑنے اور پھر پھرانا نہ لگی۔ نبی ﷺ تشریف لائے اور آپ نے یہ دیکھ کر دریافت کیا:

”اسے اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے تکلیف پہنچائی ہے؟ اس کے بچے اسے واپس کر دیجئے۔“

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے چیونیوں کا جلا ہوا بل دیکھا تو پوچھا:



”اسے کس نے آگ لگائی ہے؟“

ایک صحابی بولے: ”میں نے۔“

”آگ کے رب کے علاوہ کوئی آگ کا عذاب دے، یہ مناسب نہیں۔“ (ابوداؤد)

آپ ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جس نے ایک بکری کو زمین پر پچھاڑ کر اوپر پاؤں رکھا ہوا تھا اور اسی حالت میں چھری تیز کر رہا تھا۔ بکری کی نظر چھری پر تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو سخت غصے میں آکر فرمایا:

”آپ اسے کتنی بار مارنا چاہتے ہیں؟ اسے پچھاڑنے سے پہلے چھری تیز کیوں نہ کر لی؟“ (متدرک حاکم)

ایک روز رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے پاس سے گزرے جو اپنے اپنے اونٹوں پر سوار گپ شپ میں مصروف تھے۔ آپ کو اونٹوں پر رحم آیا۔ آپ نے سواریوں کو کر سیاں بنانا کر بیٹھ رہنے سے روک دیا۔ (ابن خزیمہ)

یعنی بوقت ضرورت جانوروں پر سواری کی جائے۔ سفر تمام ہو تو انہیں ستانے کے لیے چھوڑ دیا جائے۔ آپ ﷺ نے سواری کے منہ پر نشان لگانے سے بھی منع کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے پاس ایک اونٹی تھی۔ اس کا نام عضباء تھا۔ مشرکین نے مدینہ کے نواح میں چرتے مسلمانوں کے چند اونٹوں پر ہله بول دیا اور انہیں ہانک کر لے گئے۔ عضباء بھی انہی میں تھی۔ انہوں نے ایک مسلمان عورت کو بھی گرفتار کیا اور ساتھ لے گئے۔ راستے میں جہاں کہیں وہ پڑاؤ کرتے اونٹوں کو چرنے کے لیے چھوڑ دیتے۔ ایک منزل پر انہوں نے پڑاؤ کیا۔ رات کو سب سو گئے تو عورت نے بھاگنے کی کوشش کی۔ سواری کے لیے اسے کسی جانور کی ضرورت تھی۔ وہ اونٹوں کی طرف آئی۔ جس اونٹ پر بیٹھنے کی کوشش کرتی وہ چلا اٹھتا۔ وہ اس ڈر سے ایک ایک کر کے سب اونٹوں کو چھوڑتی گئی کہ قافلے والے جاگ جائیں گے۔ وہ عضباء کے پاس پہنچی، اسے ہلایا تو وہ ایک مطیع و فرمادی بردار اور تربیت یافتہ اونٹی نکلی۔ عورت اونٹی پر سوار ہو گئی اور اس کا رخ مدینے کی جانب پھیر دیا۔ عضباء تیزی سے سفر طے کرنے لگی۔

عورت کو جب یقین ہوا کہ وہ دشمنوں کے نزغ سے نکل آئی ہے تو اس نے خوش ہو کر کہا:  
 ”اے اللہ! میں تیرے لیے نذر مانگی ہوں کہ تو نے اس اونٹی پر سوار مجھے دشمن کے گھیرے سے نکال دیا  
 تو میں اس اونٹی کو خر (ذبح) کر دوں گی۔“

عورت نجات پا کر مدینہ جا پہنچی۔ لوگوں نے نبی ﷺ کی اونٹی پہچان لی۔ عورت اپنے گھر پر اتر گئی۔  
 لوگوں نے عضباء کو نبی ﷺ کے گھر پہنچا دیا۔ وہ عورت گھر سے باہر آئی تو اونٹی دروازے پر نہیں تھی۔ وہ  
 اس کی تلاش میں نکلی تاکہ اسے ذبح کر کے اپنی نذر پوری کر سکے۔ ڈھونڈتی ڈھونڈتی نبی ﷺ کے گھر پہنچ  
 گئی اور آپ کو اپنی نذر سے آگاہ کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ نے تمہیں اس اونٹی پر نجات دی اور تم نے اس کی وفا کا یہ صلمہ دیا کہ اس کو ذبح کرنے کی نذر مان  
 لی۔ اللہ کی نافرمانی میں مانی ہوئی نذر اور اس شے کی نذر کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی جو انسان کی ملکیت نہ ہو  
 اور ایسی نذر پوری کرنا بیکار ہے۔“ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ جمعے کا خطبہ دیتے ہوئے کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگایا کرتے تھے۔ انصار کی ایک  
 عورت نے پیش کش کی: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کے بیٹھنے کے لیے کوئی چیز نہ بنوادوں؟  
 میرے پاس ایک بڑھتی غلام ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: ”اگر آپ چاہتی ہیں تو ٹھیک ہے۔“

اس نے ایک منبر بنوادیا۔ جمعے کا دن آیا۔ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرمادی تو کھجور کا تنا ایسے  
 روئے لگا جیسے بیل ڈکارتا ہو۔ اس کی آواز سے مسجد گونج اٹھی۔ نبی ﷺ منبر سے اترے، اس سے لپٹ  
 گئے اور اس سے پیار کیا۔ کھجور کا تنا اس بچے کی طرح بلکن لگا جسے تھکلی دے کر چپ کرایا جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ وہ  
 خاموش ہو گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر میں اس سے نہ لپٹتا تو یہ قیامت تک اسی  
 طرح روتا رہتا۔“ (دارمی)

○.....○.....○

موت سے کس کو چھکا رہے ہے؟ جو بھی ذی روح چیز اس دنیا میں آئی ہے اس نے ایک نہ ایک دن اس دنیا سے جانا ہے اس پر موت طاری ہونی ہے، اس نے آخرت والی زندگی کی طرف منتقل ہو جانا ہے۔ کوئی بھی تو نہیں ہے جو اس حقیقت کا انکار کر سکے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس قدر غالب اور قاہر ہے اس کی ایک جھلک اس موت ہے جو اس نے ہر ذی روح پر لکھ دی ہے، اور کوئی بھی نہیں ہے جو اس کے شکنے سے بچ سکے، بلکہ جب موت اپنے بچ گاڑتی ہے تو سب ہی اس کے سامنے مغلوب ہو جاتے ہیں، یہ اس کی کھلی دلیل ہے کہ انسان خود سے کوئی بھی قدرت اور اختیار نہیں رکھتا، بلکہ ہر لمحہ اس پر اس کے رب کی قدرت واردے کا قبضہ رہتا ہے، اور کوئی انسان کتنی ہی طاقت اور قوت کیوں نہ بنائے لیکن وہ ذرا برابر بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت و اختیار اور ارادے سے باہر نہیں نکل سکتا۔

قرآن کریم میں صاف صاف کہہ دیا گیا ہے:

کل نفس ذاتۃ الموت

”ہر نفس نے موت چکھنی ہے“

پھر آپ جانتے ہیں کہ جو چیزیں بھی چکھی جاتی ہیں اس میں دونوں عتیں ضروری ہوتی ہیں:

اچھا ذائقہ ..... بُرُاذائقہ

چنانچہ کوئی بھی کھانا ہو یا پینے کی چیز ہو، اس میں بعض چیزوں کا ذائقہ نہایت لذیذ اور مٹھاں بھرا ہوتا ہے جب کہ بعض مرتبہ کھانے اور پینے کی چیز انتہائی بد ذائقہ اور کڑوی ہوتی ہے۔ موت کا معاملہ بھی یہی ہے۔

یہ بعض لوگوں کے حق میں نہایت لذیذ اور مٹھاں کا سبب بنتی ہے اور بعض لوگوں کے حق میں انتہائی

بدزا آئقہ اور بُرے شہرات و اشراط کا سبب بنتی ہے۔

مومن کے لیے یہ خوش خبری اسی لی دی گئی ہے:

تحفة المؤمن من الموت

”مومن کا تحفہ موت ہے“

مومن موت کی وجہ سے اس دنیا کی مصیبتوں سے چھٹکارا پا جاتا ہے

مومن موت کی وجہ سے اس دنیا کی دشمنیوں سے نجات پا جاتا ہے

مومن موت کی وجہ سے اس دنیا کے غمتوں سے نجات پا جاتا ہے

مومن موت کی وجہ سے اس دنیا کی بیماریوں سے نجات پا جاتا ہے

مومن موت کی وجہ سے اس دنیا میں موجود شیطان سے نجات پا جاتا ہے

مومن موت کی وجہ سے اس دنیا میں موجود کافر اور منافق اور نفس کی شرارتیوں سے آزاد ہو جاتا ہے

مومن موت کی وجہ سے گناہوں اور گناہوں کے ماحول سے قطع تعلقی پر پکی مہر لگوالیتا ہے

مومن موت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی ایک بڑی منزل طئے کر لیتا ہے

مومن موت کی وجہ سے اخروی روحانی زندگی میں داخل ہو جاتا ہے جو اس دنیا کی زندگی سے کئی گناہ بڑی

ہے

مومن موت کی وجہ سے ان حقائق تک مشاہداتی رسائی حاصل کر لیتا ہے جنہیں وہ دنیا میں اپنے عقیدے

اور یقین کی بنیاد پر محض غبی طور پر تسلیم کیا کرتا ہے

مومن موت کی وجہ سے جنت کے قریب ہو جاتا ہے

الغرض کہ موت تو ہر نفس کے لیے یقینی ہے مگر خوش قسمت ہیں وہ اہل ایمان جو ایمان کی حالت میں، کلمہ

طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہوئے، درود شریف جیسے عظیم کلمات کا ورد کرتے ہوئے، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور

اللہ کے دین کی طرف بلا تہ ہوئے، لوگوں میں نبی کریم ﷺ کی عظمت و شان کا بیان عام کرتے ہوئے اس

دنیا سے رخصت ہوتے ہیں، ان کی نیکیوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اعمال نامے میں ثواب کا مسلسل اضافہ ہوتا

رہتا ہے اور ان کی زندگی بعد والوں کے لیے عزم و ہمت اور استقلال و استقامت کا ایک سبق بن جاتی ہے۔

○.....○.....○

ادا بَيْكَ شَكَرٌ، اولادِ کی نیکی اور حسن خاتمہ کے لیے ایک جامع قرآنی دعاء

رَبِّ اَوْزِغْنِي اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي  
اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ  
صَالِحًا تَرْضَاهُ وَ اَصْلَحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي  
تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنْ الْمُسْلِمِينَ) (سورة الاحقاف: 15)

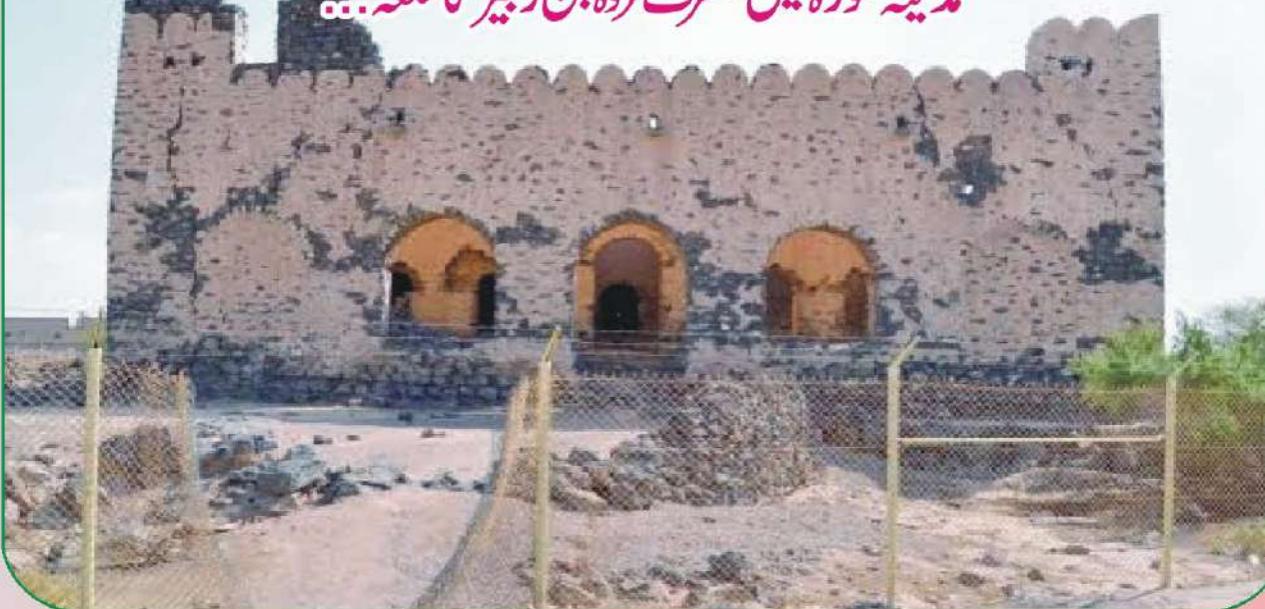
نا کامی سے بچا کر، کامیابی دلانی والی ایک جامع قرآنی دعاء

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِي اَمْرِنَا  
وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ اُنْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ  
الْكَافِرِينَ (سورة آل عمران، الآية: 147)

قدیم مدینہ منورہ شہر کی بیرونی فصیل...



مدینہ منورہ میں حضرت عروہ بن زبیرؓ کا قلعہ...



بنو واقف کا قدیم محلہ اور باغات...

